قاعدہ ضرورت کے اساس پر فراہم کی جانے والی سہولیات سے متعلق ہربرٹ بروم کے قانونی قواعد اور مجلّۃ الأحکام العدلیۃ کی تعبیرات کا علمی و تقابلی جائزہ

Legal Excuses provided on the ground of Necessity in light of Broom's Legal Maxims and the Ottoman Mejelle: An Academic and Comparative Review

*سلیم خان

**ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء

Abstract

Both Islamic Fiqh and the Law try to facilitate their followers in different ways under different circumstances. In this regard many legal excuses and facilities are provided and considered to help their supporters. For ensuring these facilities both Islamic Fiqh and the Law have formed several Legal maxims (al-qawāʿid al-fiqhiyya) and some Fundamental Legal Principles. In the Legal Science there are some particular and well-known legal excuses such as non-competency, disability of performance and necessity.

This article focuses on such kind of excuses and facilities provided by both of them i.e Fiqh Islāmi and the Law.

Keywords: Legal Maxims, al-qawāʿid al-fiqhiyya, Legal Excuses, Necessity and non-competency.

تمہید:

دنیا کے ایک عمرانی عنصر کی حیثیت سے انسانی زندگی مختلف پہلوؤں اور حالات سے مرکب ہوتی ہے۔ بحیثیتِ مجموعی ان میں سے دو احوال بڑے نمایاں نظر آتے ہیں، وہ یہ کہ انسان کبھی کبھار نہایت پُر آسائش اور مختلف النوع سہولیات سے بھرپور زندگی گزارتا ہے، جس میں وہ نہایت آسودگی محسوس کرتا ہے اور ان سہولیات سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کبھی کبھار انسانی زندگی نہایت کٹھن مراحل اور ناقابلِ برداشت مصائب اور تکالیف کے موڑ سے گزر رہی ہوتی ہے۔

تشریعِ اسلامی اور قانون (زیرِ نظر مقالہ میں جب مطلق قانون ذکر کیا جائے تو اس سے قانونِ وضعی مراد ہوتا ہے) کو انسانی زندگی کے ان احوال کا نہ صرف پورا پورا ادراک ہے بلکہ انہوں نے ان دونوں مذکورہ نمایاں پہلوؤں کے لئے الگ الگ احکام اور اصول بھی ترتیب دیئے ہیں، کہ اوّل الذّکر حالت میں انسان کے لئے کن کن شرعی اور قانونی احکام کی بجاآوری ضروری ہے اور آخر الذّکر صورت میں شریعت

---

* پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر و لیکچرر، شعبہ اسلامیات، جامعہ پشاور ۔

** پروفیسر، شعبہ اسلامیات، جامعہ پشاور ۔

و قانون کی طرف سے اس کے ساتھ کس قسم کی نرمی اور سہولت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے؟ اور تکلیف کی گھڑی میں اس کے ساتھ شریعت اور قانون ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لئے کن کن سہولیات سے مستفید ہونے کی راہ ہموار کرتا ہے؟

زیرِ نظر مطالعہ کی بنیادی ترکیز انسانی زندگی کے آخر الذکر پہلو (سخت اور نامساعد حالات) پر ہے کیونکہ ان حالات میں انسان نرمی اور رعایت کے لئے محتاج ہوتا ہے اور شریعت و قانون کی طرف سے سہولت کی فراہمی اس کی بنیادی ضرورت بن جاتی ہے۔ جس کے لئے شریعت اور قانون دونوں میں مخصوص قواعد اور اصول موجود ہیں۔

مذکورہ مطالعہ کو تحقیقی عمل سے گزارنے کے لئے دو مشہورِ زمانہ کتابوں کا انتخاب کیا گیا ہے، جن کے انتخاب کی متعدد وجوہات میں سے ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ دونوں کتابوں کا زمانہ تالیف قریب قریب ہے اور ان میں سے ایک کتاب مغرب کے اساسی اصولِ قانون (Fundamental Legal Principles) کی توضیح کرتا ہے جبکہ دوسری کتاب کا تعلق اسلامی قانون (فقہ اسلامی) سے ہے۔ گویا کہ سخت اور نامساعد حالات میں تشریعِ اسلامی اور مغربی قوانین میں موجود فقہی اور قانونی قواعد اور ان کے اطلاق اور انطباقی صورتوں کو اجاگر کرنا، اور ان کی بنیاد پر فراہم کردہ سہولیات کو تحقیقی اور تقابلی عمل سے ہمکنار کرنا اس مطالعہ کا بنیادی مقصد ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مغرب اور مغربی قوانین کو تشریعِ اسلامی کے قوانین کے ساتھ تقابلی عمل سے گزار کر مغرب شناسی کے لئے ایک راہ ہموار کرنا ہے، کیونکہ ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جس میں ہر طرف یہ آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ مغربی یلغار سے بچنا ازبس ضروری ہے اور اپنی اقدار و روایات کا تحفظ وقت کا تقاضا ہے! جس کے لئے ہماری ناقص رائے کے مطابق اہم ترین چیز مغرب شناسی ہے، کیونکہ جب تک ہم مغرب اور اہلِ مغرب سے شناسائی حاصل نہیں کر پاتے ان کے ساتھ مسابقہ کر کے برابر کی صفوں میں کھڑے ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتے! اس سلسلے میں مغربی قوانین اور اصولِ قانون کے میدان میں ایک عظیم قانونی کاوش "Broom's Legal Maxims" کو مغربی قوانین کے لئے بطور نمائندہ کتاب منتخب کیا گیا ہے جو ہربرٹ بروم[1] کی 1845ء میں لکھی گئی ایک وقیع کاوش ہے۔[2] اس کتاب کو مغرب کے قانونی دنیا میں سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے مقابلے میں فقہ اسلامی کے ماہرین کی تشریعی اور فقہی کاوشوں کے نتیجے میں 1876ء کو ترکی کے خلافتِ عثمانیہ کے دوران احمد جودت پاشا کی نگرانی میں "مجلۃ الأحکام العدلیۃ" مرتب کی گئی، جس کو خلافتِ عثمانیہ کے دستور اور آئین کی حیثیت حاصل رہی، چونکہ "Broom's Legal Maxims" مغربی دنیا میں اور "مجلۃ الأحکام العدلیۃ" اسلامی دنیا میں ایک جیسی شہرت کی حامل کتابیں ہیں، دوم یہ کہ "Broom's Legal Maxims" کا بابِ پنجم اور "مجلۃ الأحکام العدلیۃ" کا بابِ اول بنیادی فقہی اور قانونی قواعد (Fundamental Legal Principles) پر مشتمل ہے، بنابریں ان دونوں کاوشوں کو تحقیقی اور تقابلی عمل کے لئے منتخب کیا گیا۔ پھر چونکہ دونوں کتابوں میں "قاعدہ ضرورت" کے اطلاق اور انطباقی صورتوں کو تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے اس لئے زیر نظر مطالعہ میں قاعدہ مذکورہ پر گفتگو کی گئی ہے۔

ہربرٹ بروم کی تعبیرات کی روشنی میں قاعدہ ضرورت کی وضاحت:

مذکورہ صدر شہرہ آفاق کتاب میں فاضل بروم کا منہج کچھ یوں ہے کہ وہ پہلے لاطینی یا رومی قانون کے کسی قانونی قاعدہ یا اصول کو لاطینی یا رومی زبان ہی میں نقل کرتے ہیں، اس کے بعد مذکورہ قاعدہ کا انگریزی ترجمہ ذکر کرکے متعلقہ تشریحات کے بعد اس کی اطلاقی اور تطبیقی صورتوں کو اجاگر کرتے ہیں کہ مذکورہ قاعدہ کو کن کن اصولوں کے تحت کہاں کہاں پر پروان چڑھایا جاسکتا ہے، نیز مذکورہ قاعدہ کی استثنائی صورتیں کون کون سی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پس مشقت و سہولت اور ضرورت سے متعلق قاعدہ کو فاضل بروم نے اپنی کتاب کے بابِ پنجم بابت بنیادی قواعد میں پانچویں نمبر پر ذکر کیا ہے جس کے لاطینی الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

"LEX NON COGIT AD IMPOSSIBILIA"

اس کا انگریزی ترجمہ انہوں نے

"The law does not compel a man to do that which he cannot possibly perform"[3]

کے الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔ اس سلسلے میں فاضل بروم لکھتے ہیں کہ مذکورہ لاطینی قاعدہ کے لئے بنیادی اساس رومی قانون کا ایک قاعدہ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"NEMO TENTUR IMPOSSIBILA"

یعنی "Impossibility will be Supreme" جس کے معانی یہ بنتے ہیں کہ ناممکنیت (قانون سے) بالاتر ہوتی ہے۔ بالفاظِ دیگر جہاں پر کسی شخص میں کسی قانونی حکم کی بجاآوری کی صلاحیت ہی مفقود ہو جائے وہاں پر وہ قانون کی نظر میں معذور متصور ہوتا ہے، جس کی طرف فاضل بروم اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"It is also expressed, importentia exusat legem"[4]

جس کا انگریزی ترجمہ کچھ یوں ہے:

"Non-Competency is legal excuse"

کہ کسی قانونی حکم کے لئے مطلوبہ صلاحیت کا فقدان قانونی عذر شمار ہوتا ہے اور شخصِ مذکور قانون کی نظر میں معذور متصور ہو کر اس کی بجاآوری سے مستثنیٰ قرار پاتا ہے۔ گویا کہ شخصِ مذکور کو معذور قرار دینا اس کی قانونی ضرورت بن جاتی ہے اور یہی ضرورت سہولت اور نرمی کی متقاضی ہوتی ہے۔ اب اگر قانون اس ضرورت مند شخص سے قانونی عذر کے باجود بھی مطلوبہ حکم کی بجاآوری کا مطالبہ کرے تو یہ شخص مذکور کے حق میں تنگی، حرج اور مشقت کا باعث بن کر بے انصافی پر مبنی رویہ ہوگا، حالانکہ قانون مشقت

پیدا کرنے اور بے انصافی کا سلوک کرنے کے لئے نہیں بنایا جاتا، بلکہ قانون کے اولین مقاصد میں سے اپنے پیروکاروں کے لئے سہولیات اور انصاف فراہم کرنا شامل ہے۔

مذکورہ بحث کے ضمن میں اس بات کا سمجھنا از بس ضروری ہے کہ قانون حتی الامکان زمینی حقائق اور معاملہ کی گہرائی تک پہنچنے کی مقدور بھر سعی اور کوشش میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے میں ہمہ وقت مصروفِ عمل رہتا ہے، پس کسی شخص کا قانونی استثناء کے حصول کے لئے اور خود کو معذور ثابت کرنے کے لئے صرف یہ کہنا کافی نہ ہوگا کہ میں فلاں حکم کو بجا نہیں لا سکتا کیونکہ مجھ میں اس حکم کی بجا آوری کی استطاعت اور صلاحیت موجود نہیں، لھٰذا مجھے اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ نہیں بلکہ اس کے لئے قانون کا اپنا ایک مخصوص طریقہ کار ہے جس کی طرف فاضل بروم نے اشارہ کرکے لکھا ہے:

"That impotentia excuses when there is a necessary or invincible disability to perform the mandatory part of the law" [5]

یعنی قانون کے نزدیک ہر وہ عدمِ صلاحیت کسی شخص کو معذور قرار دینے کی علت بنے گی جہاں پر کوئی ایسی عذر موجود ہو جس کے ہوتے ہوئے مطلوبہ قانونی حکم کی بجا آوری پر عمل درآمد ممکن نہ ہو۔ اور یہی عذر قانونی سہولیات کی فراہمی کا سبب بنے گی کیونکہ یہ سہولت اور نرمی شخصِ مذکور کی بنیادی ضرورت اور قانونی حق بن جاتا ہے۔

اس ضمن میں بطورِ اصول فاضل بروم لکھتے ہیں:

"Everything must bend to necessity" [6]

یعنی ہر صورت میں ضرورت کو دیکھا جائے گا یا یہ کہ ہر چیز کو ضرورت کے ساتھ جوڑا جائے گا، پس جہاں کہیں ضرورت موجود ہوگی وہ قانونی سہولیات اور رعایتوں کے فراہمی کا سبب بنے گا۔ لیکن فاضل بروم نے ضرورت (Necessity) کے لئے بھی تحدید ذکر کی ہے، گویا کہ ہر ضرورت قانونی سہولیات کی فراہمی کا سبب نہیں بلکہ وہ ضرورت یہ سہولیات فراہم کر سکتی ہے جو مخصوص خصوصیات کی حامل ہو۔ ایسی ضرورت کو فاضل بروم نے تین شرائط سے مشروط کیا ہے، جو حسبِ ذیل ہیں:

1۔ وہ ضرورت اتنی معتبر اور اہم ہو کہ قانون کے پاس اس کا لحاظ کرنے اور اس کو معتبر ماننے کے علاوہ دوسرا کوئی چارہ موجود ہی نہ ہو۔ بروم کہتے ہیں۔

"In the first place, it must see… be such as the law itself would respect" [7]

پس اگر ضرورت مذکورہ صفت کی حامل نہ ہو اور قانون کی نظر میں اس کی کوئی وقعت ہی نہ ہو تو ایسی ضرورت قانونی سہولیات کی ہم جلب نہیں ہو سکتی۔

2۔ دوسری شرط یہ ہے کہ شخصِ مذکور نے اس ضرورت کے ہوتے ہوئے بھی مطلوبہ قانونی حکم کی بجا آوری اور اس عذر کو ختم کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہو لیکن پھر بھی وہ اس پر غالب نہ آسکا ہو۔

"Secondly, that the party… formed that necessity" [8]

پس اگر سعی اور کوشش کے بعد کوئی فریق مذکورہ عذر کے باوجود قانونی حکم کی بجاآوری کو ممکن بنا سکا تو پھر ایسی ضرورت قانونی سہولیات کی فراہمی کا ذریعہ نہیں بن سکتی، کیونکہ فریقِ مذکور میں متعلقہ صلاحیت موجود ہے، اور جہاں پر صلاحیت اور استطاعت موجود ہو وہاں پر قانونی احکام کی بجاآوری لازمی ہوجاتی ہے۔

3۔ ضرورت کو قابلِ اعتبار ماننے کی تیسری شرط یہ ہے کہ اس بات کے واضح دلائل اور کافی ثبوت موجود ہوں کہ اسی ضرورت اور عذر ہی کی بناء پر مطلوبہ قانونی حکم کی بجاآوری ممکن نہ تھی۔

"…. The clearest proof of necessity that compelled the violation" [9]

پس اگر مطلوبہ قانونی حکم کی خلاف ورزی (عدمِ بجاآوری) کی وجہ یہ ضرورت اور عذر نہ ہو بلکہ کوئی اور وجہ ہو پھر بھی یہ ضرورت قانونی سہولت کے لئے پیش خیمہ نہیں بن سکتی ہے۔

الغرض مذکور بالا تین صفات کی حامل ضرورت قانونی احکام کی بجاآوری میں سہولت اور آسانی پیدا کرنے کا باعث ہے، اور جب کسی شخص کو ایسی کوئی ضرورت درپیش ہو وہ مذکورہ ضرورت کا سہارا لیتے ہوئے تمام تر قانونی سہولیات سے مستفید ہو سکتا ہے، لیکن جو ضرورت ان صفات سے عاری ہو قانون اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھتا اور اس کی بنیاد پر کسی شخص کو معذور قرار دے کر کسی قسم کی کوئی سہولیات بھی فراہم نہیں کرتا۔ اس کے برعکس مذکورہ بالا تین صفات کی حامل ضرورت ناممکنیت کو جنم دیتی ہے اور ناممکنیت کے بارے میں کہا جاتا ہے

"Impossibility of performance is a good excuse" [10]

یعنی ناممکنیت (عدمِ صلاحیّت) بہترین قانونی عذر ہے، پس جس شخص کو ایسی عذر کا سامنا کرنا پڑے وہ قانون کی نظر میں معذور ہے اور معذور افراد پر قانون کا اطلاق نہیں ہوتا، اور جس پر قانون کا اطلاق ہی نہ ہوتا ہو قانون اس سے باز پُرس بھی نہیں کرتا کیونکہ ان کو قانونی استثناء حاصل ہوتی ہے۔

فاضل بروم نے کافی بسط وشرح کے ساتھ ضرورت کے تحت فراہم کی جانے والی سہولیات پر گفتگو کی ہے، یہاں پر ان تمام تفصیلات کو فراہم کرنے کی گنجائش موجود نہیں ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بحث کے بعد قاعدہ ضرورت سے متعلق "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" کی تعبیرات کا جائزہ لیا جائے۔ لیکن بذاتِ خود "المجلۃ" کا متن اس سلسلے میں نہایت مختصر اور وجیز ہے لھٰذا یہاں پر "المجلۃ" کے مشہور اور متداول شروحات کی روشنی میں مذکورہ بحث کو نمٹایا جارہا ہے، نیز اس سلسلے میں فقہ اسلامی کے دیگر مصادر ومراجع سے بھی استفادہ کیا جائے گا۔

مجلۃ الأحکام العدلیۃ کی تعبیرات کی روشنی میں قاعدہ ضرورت کی وضاحت:

مجلّۃ الاحکام العدلیۃ میں ضرورت سے متعلق قاعدہ کو بہ ذیل مادہ: 21 کے تحت مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

"الضّرورات تُبیح المحظورات" [11]

یعنی ضرورت کے تحت ایک ممنوع اور ناجائز کام بھی مباح اور جائز ٹھہر تا ہے۔ پس ہر وہ فعل جس کا ارتکاب معمول کے حالات میں ناجائز اور ممنوع ہو، ضرورت کے تحت اس کا ارتکاب جائز ٹھہر جاتا ہے۔ قاعدہ مذکورہ میں "ضرورات" کا لفظ استعمال ہوا ہے جو "ضرورت" کی جمع ہے، جو ہر اس حالت کا نام ہے کہ جس میں اگر ممنوعات کا ارتکاب نہ کیا جائے تو "مقاصدِ شریعت" میں کوئی مقصد فوت ہو جاتا ہے یا کم از کم اس کے فوت ہونے کا ظنِ غالب موجود ہوتا ہے۔ ضرورت کی تعریف کرتے ہوئے علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"الضّرورۃ: بلوغه حدًّا إن لّم یتناوله الممنوع هَلَک أوقارَب، وهذا یُبیح تناول الحرام" [12]

یعنی ہر وہ حالت جس میں اگر انسان محرمات کا ارتکاب نہ کرے تو اس کی جان جانے کا خطرہ موجود ہو اور تحفظِ جان شریعت کے اولین مقاصد میں سے ایک ہے۔ ضرورت سے کم درجہ "حاجت" کا ہے، یعنی حاجت ہر اس حالت کا نام ہے جس میں مقاصدِ شریعت کے فوت ہونے کا امکان تو موجود نہ ہو لیکن انسان نہایت مشقت میں مبتلا ہو سکتا ہو، حاجت کے سلسلے میں علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

"وھٰذا لا یُبیح الحرام ویُبیح الفطر فی الصّوم" [13]

یعنی اس کے تحت حرام کا ارتکاب تو جائز نہیں ٹھہر تا البتہ رمضان میں اس کے تحت روزہ کھولنے کی اجازت ہے۔

شافعی فقہاء نے اس قاعدہ کے الفاظ پر ایک اور جملے "بشرطِ عدمِ نُقصانِها عنها" [14] کا بھی اضافہ کیا ہے۔ یعنی ضرورت کے تحت ناجائز اور ممنوعہ چیز جائز ٹھہر جاتی ہے بشرطیکہ ضرورت کا درجہ ان ممنوعہ اشیاء سے بڑھ کر ہو، مثلاً اگر کسی شخص کو دھمکی دی گئی کہ فلاں شخص کو قتل کرو ورنہ تمہیں قتل کیا جائے گا، اس صورت میں ضرورت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ دوسرے شخص کو قتل نہیں کر سکتا کیونکہ یہاں پر خود کو دھمکی سے بچانا ضروری ہے لیکن دوسرے کو مارنے کا درجہ اس ضرورت سے بڑھ کر ہے، لھٰذا یہ ضرورت مذکورہ ناجائز کام کو جائز نہیں کر سکتی۔

قاعدہ مذکورہ کا اساس:

قاعدہ ضرورت کا ثبوت مندرجہ ذیل نصوصِ قرآنیہ سے ملتا ہے:

1. وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا ٱضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ [15]
2. فَمَنِ ٱضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [16]
3. فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ [17]

یہ اور اسی مفہوم کے دوسرے متعدد نصوص سے مذکورہ بالا قاعدے کا ثبوت ملتا ہے۔

قاعدہ مذکورہ کی چند اطلاقی اور تطبیقی صورتیں:

مجلّۃ الأحکام العدلیۃ اور اس کے شارحین نیز فقہ اسلامی کے ماہرین نے مذکورہ قاعدہ کے اطلاق اور انطباقی صورتوں کو اجاگر کرتے ہوئے کئی ایک نظائر پیش کئے ہیں، ذیل میں چند چیدہ نظائر کو پیش کرنے پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں تنگی اور مشقت کی حالت میں طرح طرح کی سہولیات اور رخصتیں موجود ہیں جن کو ہم مندرجہ ذیل تین اقسام میں تقسیم کرسکتے ہیں:

1. "نوع ومباح كأكل الميتة والدّم ولحم الخنزير......"[18]

یہ تمام ممنوعہ افعال مذکورہ صدر الانعام آیت: 119 کے تحت جائز قرار دی گئی ہیں، اور جیسے یہ ممنوعہ افعال حالتِ اضطرار میں جائز ہوجاتے ہیں بلکل اسی طرح حالتِ اکراہ میں بھی جائز ہوجاتے ہیں، پس اگر اکراہ ملجئ ہو (جس میں قتل یا عضو کاٹنے کی دھمکی دی گئی ہو) توان افعال کا ارتکاب جائز ہوگا اور ان سے امتناع کی صورت میں اگر وہ مارا گیا یا اس کا کوئی عضو کاٹا گیا تو وہ گناہگار ہوگا، لیکن اگر اکراہ غیر ملجئ ہو (جس میں قید یا مار پیٹ کی دھمکی دی گئی ہو) تو اس کے لئے مذکورہ بالا ممنوعہ افعال کا ارتکاب جائز نہ ہوگا کیونکہ مار پیٹ اور قید کا درجہ کم ہے۔

2. رخصت کی دوسری قسم "لاتسقط حرمته بحالٍ يرخّص فيه"[19]

یعنی جس کی حرمت ہر حال میں برقرار رہتی ہو لیکن رخصت کے تحت عارضی طور پر اس کے ارتکاب کی اجازت دی گئی ہو، جیسے اکراہِ مُلجئ کی صورت میں کسی کو مسلمان کے مال کو تلف کرنے، اس پر تہمت لگانے یا دلی اطمینان کی حالت میں محض زبان سے کفری کلمات کہنے پر کسی کو مجبور کیا جائے، تو فی نفسہا یہ تمام افعال ممنوع اور حرام ہیں لیکن رخصت اور ضرورت کے تحت ان کے ارتکاب میں گنجائش رکھی گئی ہے، ہاں اگر کوئی رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کریں تو اس کا بہت بڑا اجر وثواب ہے۔

3. تیسری قسم وہ ہے جس میں اکراہ ملجئ اور غیر ملجئ دونوں صورتوں میں کسی قسم کی کوئی رخصت موجود ہی نہیں ہوتی، جیسے کسی کو مسلمان کے قتل، بدکاری یا والدین کے مار پیٹ پر مجبور کرنا۔ گویا کہ قاعدہ ضرورت کے تحت فراہم کی جانے والی سہولیات اور رخصتوں کا تعلق پہلی دو اقسام سے ہیں تیسری قسم سے نہیں۔

قاعدہ ضرورت کی استثنائی صورتیں:

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عام حالات میں بعض ممنوعہ افعال ضرورت کے تحت جائز اور مباح ہوجاتے ہیں، لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ضرورت کے تحت ہر ممنوعہ فعل جائز ہوگا۔

"بل يجب أن تكون المحظورات دون الضّرورات"[20]

یعنی ضرورت اعلیٰ ہو اور ممنوعہ کام ادنیٰ تو ضرورت سہولت فراہم کرے گی ورنہ نہیں، جیسے کسی کو اگر بلا تجہیز و تکفین کے دفن کیا گیا ہو تو محض کفنانے کے لئے اس کی قبر کو دوبارہ نہیں کھولا جاسکتا، کیونکہ میت کو کفن دینا اس کی ضرورت ہے، لیکن لاش کی بے حرمتی کرنا اس سے بڑھ کر برائی ہے۔"لو دُفن بلا تکفین لا یُنبش منه" [21] اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب کسی میت کو بلا غسل کے دفنایا جائے تو محض غسل دینے کے لئے اس کی قبر کو کھولا نہیں جاسکتا۔[22]

دوم یہ کہ بعض افعال ایسے ہیں جن میں اکراہِ ملجئ کی صورت میں قاعدہ ضرورت کے تحت کسی قسم کی کوئی رخصت اور سہولت فراہم نہیں کی جاسکتی ہے۔ "وهی عند فقها ئنا ثلاثة: الكُفر والقتل والزّنا" [23]

یعنی دلی اطمینان نہ ہونے کی صورت میں کفریہ کلمات کی ادائیگی (یا ارتداد اختیار کرنا)، کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی کے قتل کرنا اور بدکاری کرنا، ایسے افعال ہیں جن میں کسی بھی حالت میں قاعدہ ضرورت کے تحت سہولت فراہم نہیں کی جاسکتی اور ان کو کسی بھی حال میں جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ البتہ عام حالات میں قتل عمد اور بدکاری کے برعکس مذکورہ قتل اور بدکاری کا حکم مختلف ہوگا۔ یعنی عام حالات میں قتل عمد کے بدلے قصاص اور بدکاری کے بعد حدِ زنا دی جائیگی لیکن یہاں پر اکراہِ ملجئ کی صورت میں قاتل کو قصاصاً مارا نہیں جائے گا بلکہ مکرِہ (بالکسر) کو مارا جائے گا۔ اسی طرح بدکاری کی صورت میں مذکورہ شخص کو حد بھی نہیں دی جائے گی۔[24]

تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ قاعدہ ضرورت بالکل مطلق نہیں بلکہ یہ ایک اور قاعدہ کے ساتھ مقید ہے جس کو "مجلّۃ الأحکام العدلیۃ" اور دوسرے فقہی و تشریعی مصادر و مراجع میں مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے "الضّرورة تُقدَّر بقدَرها" [25] یعنی ایک مخصوص اندازے کے مطابق ضرورت کے تحت ممنوعہ اشیاء کے جواز کی اجازت دی جائے گی، پس کسی ممنوعہ فعل کو بقدرِ ضرورت اختیار کیا جائے گا اور جتنی مقدار پر ضرورت پوری ہوتی ہو اس سے زیادہ تجاوز کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس قاعدہ کی بنیاد پر فقہ اسلامی کے ماہرین نے کئی ایک نظائر کا حل پیش کیا ہے جن میں سے چیدہ چیدہ حسبِ ذیل ہیں:

1۔ اگر حالتِ جنگ میں کفار مسلمانوں کو یا ان کے بچوں کو سینہ سپر بنالیں تو کفار پر اس کے باوجود تیر اندازی اور گولہ باری کرنا جائز ہوگا، لیکن حتی الامکان مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کی جائے گی، نیز یہ گولہ باری بقدرِ ضرورت جائز ہوگی تاکہ اقامتِ جہاد کا فریضہ بھی سر انجام دیا جاسکے اور کفار مسلمانوں کو بطور ڈھال استعمال کرکے مدمقابل مسلمانوں کو زیادہ نقصان بھی نہ پہنچا سکیں، لیکن گولہ باری اور تیر اندازی کے دوران مسلمانوں کے لئے تصحیح نیت بھی ضروری ہے "لكنّهم يقصدون الكفار دون الأطفال" [26] یعنی بنیادی مقصد کفار کو شکستِ فاش دینا ہوگا، مسلمان یا ان کے بچوں کو مارنا نہیں۔

2. اگر کسی سے رشتہ وغیرہ کے بارے میں مشورہ لیا جائے اور وہ اس کی نظر میں اچھا رشتہ نہ ہو تو اس کو صرف اتنا کہہ دینا چاہئے کہ میرے نزدیک یہ رشتہ مناسب نہیں ہے، اس پر مزید اضافہ کرنا غیبت میں شمار ہو گا جو نصِ قرآنی کے تحت حرام ہے۔[27]

یعنی جتنی بات پر ضرورت پوری ہوتی ہو وہ جائز ہو گی اور اس پر بلا ضرورت اضافہ کرنا بدستور ممنوع، ناجائز اور حرام رہے گا۔

3. اگر کسی نے دوسرے شخص کے گھر کی طرف روشن دان یا کھڑکی کھول دی، جس سے دوسرے شخص کے گھر کی بے پردگی ہو رہی تو شخصِ اول اتنی مقدار میں وہ روشن دان یا کھڑکی بند کرنے کا پابند ہو گا جتنی کہ ضرورت ہو اور جس سے بے پردگی ختم ہو سکتی ہو، اس کو روشن دان یا کھڑکی مکمل طور پر بند کرنے کا پابند نہیں بنایا جا سکتا۔[28]

یعنی پڑوسی کا خیال بقدر ضرورت رکھا جائے گا اور شخصِ مذکورہ کو مکمل طور پر منع نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کو اپنی ہی ملکیت میں تصرف کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

4. کوئی عورت کسی ڈاکٹر یا طبیب کے سامنے بقدر ضرورت بدن کا پوشیدہ حصہ دکھا سکتی ہے، اگر عورت معالج موجود ہو اور وہ بہتر طریقے سے علاج بھی تجویز کر سکتی ہو، مثلاً خواتین ماہراتِ زچگی موجود ہوں، اس کے باوجود کوئی عورت مرد ڈاکٹر سے زچگی کرائے، یا خواتین ماہراتِ زچگی موجود نہ ہوں لیکن مرد ڈاکٹروں کو ضرورت سے زائد بدن کے پوشیدہ حصے دکھائے، یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں اور حرام کے ارتکاب کے زمرے میں آتی ہیں۔[29]

5. اگر کوئی شخص حالتِ اضطرار میں ہو تو اس کے لئے بقدر ضرورت شخصِ غیر کا مال بلا اجازت استعمال کرنا جائز ہو گا، ضرورت سے زائد چیز کا استعمال اس کے لئے بدستور حرام رہے گا۔[30] لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسرے فقہی اصول اور ضوابط کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے، فقہائے عظام نے اس سلسلے میں ایک اور قاعدہ بھی ذکر کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں "الإضطرار لا يُبطل حق الغير"[31] یعنی حالتِ اضطرار کی وجہ سے شخصِ غیر کا حق باطل نہیں ہو جاتا۔ پس مضطر کے لئے شخصِ غیر کا مال حالتِ اضطرار میں استعمال کرنا جائز ہو گا لیکن جونہی وہ حالت ختم ہو جائے اور معمول کی حالت دوبارہ بحال ہو جائے تو مذکورہ مضطر کے ذمے اُس شخص کے مالی تاوان کی ادائیگی ضروری ہو گی۔

اس سلسلے میں تشریعِ اسلامی کے ماہرین نے دو اور قواعد بھی ذکر کئے ہیں جن کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

1. "ما جاز لعذر بطل بزَواله"

2. "إذا زال المانع عاد الممنوع"[32]

یعنی جو ممنوعہ یا ناجائز چیز ضرورت کے تحت عذر کی بنیاد پر جائز ہو چکی ہو وہ عذر کے زائل ہونے کے بعد دوبار ممنوع اور ناجائز بن جائے گی، یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ کسی ممنوعہ فعل کی راہ میں کوئی رکاوٹ (ضرورت) موجود ہو اور اسی رکاوٹ کے تحت اس فعلِ ممنوع کو جائز قرار دیا جا چکا ہو تو رکاوٹ کے اختتام پذیر ہونے کی صورت میں وہ چیز اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹ کر ممنوع بن جائے گی اور معمول کے حالات میں اس کا ارتکاب ناجائز اور حرام رہے گا۔

جیسے کوئی نابالغ لڑکا کسی واقعہ کا مشاہدہ کرے، یا صحیح و تندرست شخص کسی وقوعہ کا چشم دید گواہ ہو لیکن اس کی بینائی چلی گئی، یا گواہ غلام ہو تو ان تمام صورتوں میں نابالغ، نابینا اور غلام کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ عدم بلوغ (صغر)، نابینائی اور رقیت (غلامی) گواہی کی راہ میں رکاوٹ ہے، لیکن جونہی نابالغ لڑکا بالغ ہو جائے، نابینا کی بینائی واپس لوٹ آئے یا غلام کو آزادی مل جائے تو ان تمام صورتوں میں ان کی گواہی قبول کی جائے گی[33] کیونکہ اب وہ تمام رکاوٹیں ختم ہو گئیں اور وہ معمول کی حالت پر لوٹ آئیں تو ان کی گواہی بھی قبول کی جائے گی، بلکل اسی طرح اگر ممنوعہ افعال اعذارِ شرعیہ اور ضرورتوں کے تحت جائز قرار پائیں تو اعذار اور ضرورتوں کے اختتام پر وہ اپنی اصلی حالت پر لوٹ کر دوبارہ ممنوع قرار پائیں گے۔

الغرض مغربی قوانین اور تشریعِ اسلامی دونوں میں سخت اور نامساعد حالات میں اپنے پیروکاروں کے لئے نرمی اور سہولیات فراہم کرنے کا بندوبست موجود ہے اور قاعدہ ضرورت کے تحت دونوں نے سہولیات اور آسانیاں پیدا کرنے کا بھرپور اہتمام کر رکھا ہے، جس سے ہر بندہ مستفید ہو سکتا ہے۔

خلاصۃ البحث:

زیرِ نظر مطالعہ میں تشریعِ اسلامی اور مغربی قوانین کی روشنی میں "قاعدہ ضرورت" کو تحقیقی اور تقابلی عمل سے گزارا گیا ہے اور اس کی اطلاقی اور انطباقی صورتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مغربی قوانین کی نمائندہ کتاب ہربرٹ بروم کی "Broom's Legal Maxims" اور فقہ اسلامی میں اس کی ہم عصر کتاب "مجلۃ الأحکام العدلیۃ" دونوں نے قاعدہ ضرورت کو پروان چڑھایا ہے۔

فاضل بروم کے نزدیک ضرورت قانونی سہولت کی ہم جلب ہوتی ہے لیکن ہر ضرورت قانونی سہولیات فراہم نہیں کر سکتی بلکہ وہ ضرورت قانونی سہولیات فراہم کرنے کے لئے پیش خیمہ بن سکتی ہے جو قانون کی نظر میں ضرورت اور عذر ہو، قانون جس کو ضرورت اور عذر قرار دے وہ قانونی احکام کی بجا آوری میں سہولت، نرمی اور آسانی کا باعث بن سکتی ہے اور ایسی ضرورت اور عذر سے متصف شخص قانون سے مستثنیٰ ہوتا ہے یعنی اس پر قانونی احکام کا اطلاق نہیں ہوتا۔

"مجلۃ الأحکام العدلیۃ" میں بھی قاعدہ ضرورت پر مفصل گفتگو کی گئی ہے اور "المجلۃ" کے شارحین نیز فقہ اسلامی کے دیگر ماہرین نے قاعدہ ضرورت کی بنیاد پر سینکڑوں مسائل اور نظائر کا حل پیش کیا ہے۔ اور ضرورت کے تحت ممنوعہ افعال کے جواز نیز اس کے اصول و ضوابط پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔

حواشی و حوالہ جات:

[1] ہربرٹ بروم 1815ء کو برطانیہ میں پیدا ہوئے، کیمبرج سے تعلیم حاصل کی اور 1864ء میں ایل ایل۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ مغربی دنیا میں آپ کو بلند پایہ قانونی لکھاری کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، آپ نے 2 مئی 1882ء کو وفات پائی۔

[2] فاضل بروم نے اپنی اس معرکۃ الآراء کتاب کو پہلی بار 1845ء میں شائع کیا اور پھر یکے بعد دیگرے 1848ء، 1858ء ,1864ء اور 1870ء کو اپنی زندگی ہی میں اس کو شائع کر کے شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔

[3] Broom's Legal Maxims, 10th Edition, chap:V, P.162, Maxim:V, Pakistan Law House, Lahore

[4] Broom's Legal Maxims, P.162

[5] Broom's Legal Maxims, P.162

[6] Broom, P.162

[7] Broom, P.162

[8] Ibid

[9] Broom's Legal Maxims, P.163

[10] Broom, P.16

[11] مجلّۃ الأحکام العدلیۃ، صفحہ:27، مادہ:21، المطبعۃ الادبیۃ، بیروت، 1402ھ

[12] سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن، الأشباہ والنظائر فی قواعد و فروع فقہ الشافعی، صفحہ:85، بیروت، لبنان۔1983ء

[13] نفس المصدر۔

[14] نفس المصدر۔

[15] الانعام:119

[16] البقرۃ:173

[17] المائدہ:03

[18] الاتاسی، محمد خالد، شرح المجلۃ، باب اول، صفحہ:51، مکتبہ حقانیہ، محلہ جنگی، پشاور۔ پاکستان۔ سطن۔

[19] نفس المصدر۔

[20] علی حیدر، دُرر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، جلد اول، صفحہ:38، دار عالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع، ریاض، 2003ء

[21] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم الحنفی، الاشباہ والنظائر علی مذھب ابی حنیفۃ النعمان، صفحہ:73، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ لبنان۔1999ء

[22] نفس المصدر۔

[23] الزّرقاء، مصطفی احمد، المدخل الفقھی العام، جلد اول، صفحہ:1004، دار القلم، دمشق۔1998ء

24 نفس المصدر۔

25 المجلۃ، صفحہ:27، بذیل مادہ:22

26 شرح المجلۃ از اتاسی، صفحہ:54

27 الاشباہ للسیوطی، صفحہ:84

28 سلیم رستم باز، اللبنانی، شرح المجلۃ، صفحہ:24، مکتبہ حقانیہ، محلہ جنگی، پشاور، پاکستان۔ سطن

29 المدخل الفقہی العام، صفحہ:1005

30 دُرر الحکام، صفحہ:38

31 المجلۃ، صفحہ:28، بذیل مادہ:33

32 المجلۃ، صفحہ:27، بذیل مادہ:34-33

33 شرح المجلۃ از اتاسی، صفحہ:57